ارفع الدرجات
Butt
مع
تشریح تحقیقات
تحقیقات
شیخ الحدیث علامہ قاضی
عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی
مکتبہ امام احمد رضا

نام کتاب: ارفع الدرجات مع تشریح تحقیقات

مصنف: شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی

کمپیوٹر گرافکس: حافظ محمد اسحاق ہزاروی

طباعت : ستمبر 2012

قیمت: 170/- روپے

ناشر: مکتبہ امام احمد رضا کری روڈ شکریال راولپنڈی

E.mail:Mehrul.uloom@yahoo.com

0321-5098812

ملنے کے پتے

- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی
- احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی
- شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ غوثیہ یونیورسٹی روڈ کراچی
- مکتبہ فیضان سنت واہ کینٹ

استاذی المکرم کا وضاحتی خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی کریم ﷺ کو نبوت کب عطا ہوئی:

(شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ کی طرف سے وضاحت)

میری کتاب ہدایۃ المتذبذب کی ایک عبارت اور بعض بیانات سے سنی حلقوں میں نبی کریم ﷺ کو نبوت عطا ہونے کے بارے میں غلط فہمی اور تشویش پائی جا رہی ہے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر اپنا عقیدہ آسان اور شفاف لفظوں میں تحریر کر کے علماء اہلِ سنت کی خدمت میں پیش کردوں اور ہدایۃ المتذبذب کی عبارت میں چند لفظوں کا اضافہ کردوں تا کہ علماء کی تشویش ختم ہو جائے۔

حدیث پاک "کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین" سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ تخلیق سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے نبی تھے، حتیٰ کہ ہمارے آپ ﷺ عالمِ ارواح میں انبیاء علیہم السلام کی روحوں کو فیضیاب فرماتے رہے۔ اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی آپ ﷺ چالیس سال کی عمر شریف تک نبوت کے تمام تر کمالات کے حامل تھے۔ چالیس سال کی عمر شریف کے بعد آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ یعنی اس دوران (پیدائش سے چالیس سال تک) آپ ﷺ عنداللہ نبی اور عندالناس نبی نہیں تھے۔ جیسا کہ ابوالشکور سالمی کی تمہید میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ چالیس سال سے پہلے کے عرصہ کو نبوت بالقوۃ اور اس کے بعد کو نبوت بالفعل سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

میرا یہ عقیدہ مقتدایان اہلسنت خصوصاً حضرت شیخ عبدالحق دہلوی، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہم الرحمۃ الرضوان

کے عقیدے کے مطابق ہے۔ اگر میرا یہ عقیدہ ان بزرگوں کے عقیدے کے خلاف ہو تو میں رجوع کے لئے تیار ہوں۔

ہدایۃ المتذبذب ص ۳۰۲ سطر ۴ پر میں نے لکھا تھا کہ عالم بشریت اور وجود عنصری کا حکم جداگانہ ہے، اسلئے آگے ان الفاظ کا اضافہ کرتا ہوں " نبی کریم ﷺ کی نبوت عالم ارواح میں بھی اور چالیس سال کی عمر شریف کے بعد بھی بالفعل ہے اور چالیس سال تک نبوت بالقوۃ ہے۔

سوال: بالقوۃ اور بالفعل سرکار دو جہاں ﷺ کی نبوت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: آپ ﷺ کی بالقوۃ نبوت سے مراد یہ ہے کہ عمر مبارک چالیس سال تک پہنچنے سے پہلے آپ ﷺ اللہ کے ہاں نبوت پر فائز تھے لیکن اس وقت لوگوں کو آپ ﷺ نے اپنی نبوت پر ایمان لانے کا نہ حکم فرمایا نہ ہی اس وقت لوگوں پر آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا لازم تھا اور نہ ہی اس دوران آپ ﷺ نے تبلیغ احکامِ شرعیہ کا فریضہ سرانجام دیا اور نہ آپ ﷺ ہی پر اس وقت یہ لازم تھا۔

اور بالفعل نبوت سے مراد یہ ہے کہ چالیس سال کے بعد آپ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں پر لازم ہوا کہ اس وقت آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لائیں اور اس وقت آپ ﷺ نے تبلیغ احکام کا فریضہ شروع فرمایا جیسا کہ ابوالشکور سالمی نے تمہید میں ارشاد فرمایا۔

اجمعنا جميعا على انه لا يجوز الايمان قبل الوحي والدعوى ولا يسمى نبيا ليكون وليا عند الناس و نبيا عند الله وقال ايضا لان النبي ﷺ قبل الوحي وقبل ظهور النبوة يكون وليا عند الناس وان كان نبيا عند الله تعالى	"اس پر ہم سب کا اجماع ہے کہ وحی اور دعویٰ (نبوت) سے پہلے ایمان لانا جائز نہیں اور نہ ہی (اس عرصہ میں) آپ کو نبی پکارا جائے گا پس عند الناس ولایت کے مقام پر فائز ہوں گے اور عند اللہ نبی ہوں گے نیز یہ کہ نبی کریم ﷺ وحی اور ظہورِ نبوت سے پہلے عند الناس ولی تھے اگرچہ عند اللہ نبی تھے۔"
(التمہید ص 75 مطبوعہ سید صاحب)	

هذا ما عندي والله ورسوله اعلم ۔ (ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی عفی عنہ)

خط کا خلاصہ:

نبی کریم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے نبی تھے، اس وقت یعنی عالم ارواح میں آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کو فیض پہنچاتے رہے۔ اس پر حدیث "کنت نبیاء آدم بین الروح والجسد" اور حدیث بالمعنی "کنت نبیا وآدم بین الماء والطین" اور کئی احادیث دلالت کررہی ہیں۔

O اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد آپ نبوت روحانی کے تمام کمالات سے متصف تھے۔ وہ نبوت منسوخ نہیں ہوئی۔ چالیس سال کے بعد آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ اس وقت آپ کو لوگوں نے بھی نبی مانا جبکہ اللہ کے ہاں پہلے سے ہی نبی تھے۔ چالیس سال سے پہلے نبی کریم ﷺ اللہ کے ہاں مقام نبوت پر فائز تھے، لیکن اس وقت لوگوں کو آپ ﷺ نے اپنی نبوت پر ایمان لانے کا نہ ہی حکم فرمایا، نہ ہی اس وقت لوگوں پر آپ کی نبوت پر ایمان لازم نہ تھا اور نہ ہی اس دوران آپ ﷺ پر تبلیغِ احکام کا فریضہ لازم تھا اور نہ ہی آپ نے اسے سرانجام دیا، یہی نبوت بالقوۃ ہے۔

O آپ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا چالیس سال کے بعد آپ کے اعلان کے بعد لوگوں پر آپ کی نبوت پر ایمان لازم ہوگیا، آپ پر تبلیغ احکام کو لازم کردیا گیا۔ اسی کے ساتھ آپ نے تبلیغ احکام کا فریضہ سرانجام دینا شروع کردیا یہ نبوت بالفعل ہے۔ ابوالشکور سالمی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب تمہید میں یہی واضح کیا کہ نبی پر وحی نازل ہونے سے پہلے تو وہ اللہ کے ہاں نبی ہی تھے لیکن لوگوں نے آپ کو صادق و آمین کے القاب سے نوازا اور نیک اور ولی سمجھا۔ اس عرصہ کے دوران نہ ہی نبی کریم ﷺ نے دعوی نبوت کیا اور نہ ہی آپ کو نبی کہا گیا اور اس دوران ایمان لانا جائز نہیں تھا۔

فائدہ: چالیس سال کے بعد اعلان نبوت کا لفظ بھی استاذی المکرم نے استعمال کیا راقم بھی یہی لفظ استعمال کرتا ہے۔ اعطائے نبوت کا لفظ بھی آپ نے استعمال کیا۔ اور بعثت کا سال بھی آپ نے بیان فرمایا۔

جب مطلب یہ ہو کہ نبی کریم ﷺ پہلے سے ہی نبوتِ مطلق یعنی روحانی نبوت سے متصف چلے آرہے ہیں تو یہ کہنا درست ہے کہ چالیس سال بعد آپ نے جسمانی نبوت کا اعلان فرمایا۔ جب یہ لحاظ کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کو چالیس بعد جسمانی نبوت عطاء کی گئی تو اب اعطائے نبوت کہنا بھی درست ہے۔ بعثت کا لفظ اپنے متعلقات کے لحاظ پر دونوں کو شامل ہے۔

لغوی بحثوں سے اوراق سیاہ کرنا بے مقصد ہے۔ لغات بھی ضرورت کے مطابق دیکھتا رہتا ہوں۔ مفرداتِ راغب اب نظر کے سامنے ہے لیکن مقصودی بات کو تحریر میں چند لفظوں سے بیان کر دیتا ہوں۔ لمبی بحث کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ کے فضل وکرم سے قرآن پاک کی توضیح وتشریح کا کام بھی اپنی بساطت کے مطابق کر رہا ہوں کبھی کوئی مسئلہ صرف ایک تفسیر سے ملتا ہے تو اسے ذکر کر دیتا ہوں جبکہ میرے زیرِ مطالعہ تیرہ (۱۳) عربی تفاسیر ہیں۔ اکثر طور پر ایک ہی مضمون کئی تفاسیر میں بلکہ سب تفاسیر میں ہی ہوتا ہے۔ نظر سب پر کر لیتا ہوں لیکن نقل ایک سے کر لیتا ہوں تو اسی کا حوالہ دے دیتا ہوں۔ ہاں! کبھی دو یا تین تفاسیر سے بعض کلمات کو جوڑ توڑ کر ان کا مطلب بیان کرتا ہوں تو اس وقت ان تفاسیر کا نام بطورِ حوالہ پیش کر دیتا ہوں۔

راقم کا اندازِ تحریر یہ ہے:

کہ بات اپنی کی جائے کسی پر کیچڑ نہ اچھالا جائے تا کہ دوسرا تحریر کو پڑھے اور لکھنے والے کے نظریات کو سمجھے، ایسی تحریر نہ ہو کہ دوسرا دو چار لفظ پڑھ کر کتاب کو پھاڑ کر جلا دے۔ ایک کہے: فلاں بڑا کمینہ ہے جس نے یہ لکھا۔ اور دوسرا کہے: وہ بھی حرامی اور اس کے ماں باپ بھی حرامی تھے، اسی لئے اس نے یہ لکھا ہے۔ ایک کہے: وہ مشرک ہے اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ دوسرا کہے وہ منافق ہے جہنم کے سب سے نیچے طبقہ میں ہوگا۔ خدارا! یہ انصاف کیا جائے کیا ایسی تحریر نفع مند ہو سکتی ہیں؟ نہیں! نہیں! سوائے نقصان دینے کے ان میں کچھ نہیں۔

راقم نے "تسکین الجنان فی محاسن کنز الایمان" کیوں تصنیف کی؟

اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک رسالہ دیکھا جس کا نام تھا کنز الایمان پر پابندی کیوں؟ اس